جامعہ احمدیہ جرمنی سے فارغ التحصیل ہونے والی پہلی شاہد کلاس کے طلباء کی تقریب تقسیم اسناد کے موقع
پر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا اہم خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلاً مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحاً وَّ قَالَ اِنَّنِىْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ (السجدة:34)

الحمدللہ کہ آج جامعہ احمدیہ جرمنی کی یہ پہلی کلاس سات سال کا کورس مکمل کرنے کے بعد میدانِ عمل میں آ رہی ہے۔لیکن میدانِ عمل میں آنے کے بعد آپ لوگوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ آپ کی ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں۔آپ کی بعض باتیں، بعض عمل، بعض حرکتیں جن سے ایک طالب علم ہونے کی وجہ سے صرفِ نظر کیا جاتا تھا، اب آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ اب طالبِ علم تو بے شک آپ ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ تم علم حاصل کرتے رہو اور حدیث کے مطابق بھی انسان جب تک لحد تک نہیں پہنچ جاتا تب تک اسے علم حاصل کرتے رہنا چاہئے لیکن ساتھ ہی آپ سے یہ توقع بھی کی گئی ہے کہ اب آپ استاد بھی ہیں۔جو علم آپ نے حاصل کیا اور جو آئندہ حاصل کرنا ہے اس کو آپ نے آگے پھیلانا بھی ہے۔اور اس علم کو پھیلانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بھی آپ سے ایک توقع رکھی ہے۔ آپ ایک ایسا گروہ ہیں جس نے دین کے لئے اپنے آپ کو وقف کیا، تفقُّہ فی الدّین پیدا کرنے کی کوشش کی۔اب آپ کا یہ کام ہے کہ ان لوگوں میں شامل ہوں جو پھر اس کو پھیلاتے ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے کہ قول کے لحاظ سے سب سے احسن وہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے۔ عملِ صالح کرتا ہے اور پھر یہ اعلان کرتا ہے کہ میں فرمانبرداروں میں سے ہوں، کامل فرمانبرداروں میں سے ہوں۔پس یہ بہترین مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک مسلمان کے لئے دی ہے۔ ایک مومن کی خصوصیات کا ایک اہم ترین حصہ ہے۔لیکن وہ جنہوں نے زندگی وقف کی ہو، جنہوں نے یہ عہد کیا ہے کہ ہم نے اپنی زندگی کا ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے، ان کو پھیلانے، ان کی تبلیغ کرنے پر خرچ کرنا ہے انہیں اس مثال کو خاص طور پر اپنے لئے ایک لائحہ عمل بنانا چاہئے۔

آپ نے یہ عہد کیا ہے کہ مَیں تمام عمر خدا تعالیٰ کے دین کے لئے، تعلیم کے پھیلانے اور اشاعت اور تبلیغ کے لئے وقف رکھوں گا۔یہ کوئی چھوٹا سا عہد نہیں ہے۔یہ معمولی عہد نہیں ہے۔آپ لوگ اب صاحبِ علم کہلانے والے ہیں۔رپورٹ میں بھی پیش کیا گیا۔آپ لوگوں نے ترجمہ قرآن بھی پڑھا اور تفسیریں بھی پڑھیں۔آپ کو یہ بھی پتا ہے کہ عہد کی کیا اہمیت ہے؟ اور ہر عہد کے بارے میں پوچھا جائے گا اور وہ عہد جو خاص طور پر خدا تعالیٰ سے آپ نے کیا ہے اس کے بارے میں تو آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ پوچھا جانے کا خوف ہر وقت طاری رہنا چاہئے اور اس کی ادائیگی کے لئے ہر وہ کوشش جو انسان کے بس میں ہے، جو ممکن ہے وہ کرنے کی ضرورت ہے۔پس اس طرف بہت توجہ دیں۔لیکن یہ یاد رکھیں کہ یہ عہد اس وقت تک نہ نبھایا جا سکتا ہے جب تک اپنی اصلاح کی طرف توجہ نہ ہو۔اپنے جائزے لینے کی طرف توجہ نہ ہو۔اپنے عمل کو ہر لمحہ پرکھنے کی طرف توجہ نہ ہو۔اور پھر اس عہد کی تکمیل اُس وقت ہوگی جب آپ میں، ہر ایک میں یہ احساس پیدا ہو کہ آپ لوگوں نے اسلام کی تعلیم کا کامل نمونہ بننا ہے۔اور نمونہ بنے بغیر نہ آپ کسی کی تربیت کر سکتے ہیں اور نہ تبلیغ کر سکتے ہیں۔پس اپنے اعمال پر نظر رکھنے کی ہر وقت ضرورت ہے۔ان اعمال کی فہرست بنانی ہوگی۔ان اوامر اور نواہی کی فہرست بنانی ہوگی جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کیا ہے۔اپنی دینی حالت کی درستگی کی طرف توجہ دینی ہوگی۔اب یہ نہیں ہوگا کہ نماز میں اگر سستی ہوگئی، نوافل میں اگر سستی ہوگئی تو کوئی حرج نہیں۔

ایک مربی کو، ایک مبلغ کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس کا کوئی کام، اوّل تو کسی کا بھی نہیں ہوسکتا، لیکن آپ کے کام جو خالصۃً اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر نہیں ہوسکتے۔نہ آپ کی تربیت میں کوئی اثر ہوسکتا ہے، نہ آپ کی تبلیغ میں کوئی اثر ہوسکتا ہے جب تک کہ آپ کی توجہ نوافل کی طرف نہیں ہوتی۔ دعاؤں کی طرف نہیں ہوتی، نمازوں کی صحیح ادائیگی کی طرف نہیں ہوتی۔پس جہاں تربیت کے لئے آپ کو جہاں بھی آپ متعین ہوں اپنے یہ نمونے پیش کرنے ہیں کہ پانچ وقت کی نمازیں باجماعت ادا کرنے کی کوشش کرنی ہے، وہاں دعا کے ذریعے سے (بھی کام لینا ہے)۔ یہ چیز ظاہر تو نہیں ہوتی۔ نمازیں پانچ وقت کی ادائیگی ہے وہ لوگوں کو نظر آ رہی ہے۔لگ رہا ہے کہ مربی صاحب آئے ہیں، مسجد میں آئے ہیں یا سنٹر میں آئے ہیں اور نماز باجماعت ہو رہی ہے۔لیکن نوافل ایسی چیز ہے جس کا علم خالصتاً اللہ تعالیٰ کو ہے یا پھر شادی کے بعد آپ کی بیویوں کو ہوتا ہے یا گھر والوں کو علم ہوتا ہے۔ گویا کہ یہ عبادت ایسی ہے جو مخفی عبادت ہے۔اس لحاظ سے کہ لوگوں کے سامنے نہیں ادا کی جا رہی۔لیکن اس کی اہمیت بے انتہا ہے۔فرائض کی کمی کو نوافل سے پورا کرنے کا حکم ہے۔ اور انسان کس طرح یہ دعویٰ کرسکتا ہے کہ اس نے ہر قسم کے فرائض ادا کر دیے ہیں۔ جب یہ دعویٰ ہی نہیں کہ فرائض ادا کر دیے اور خاص طور پر وہ فرائض جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ادا کرنے کا حکم ہے۔اور پھر وہ فرائض جن کا معیار ایک جگہ پر قائم نہیں رہتا بلکہ ہر لمحہ اور ہر دن انسان کی علمی اور روحانی ترقی کے ساتھ وہ معیار بھی بڑھتا جاتا ہے۔ اور پھر یہ بھی علم نہیں کہ آیا وہ معیار بڑھا بھی ہے کہ نہیں تو اس کے لیے کس قدر دعاؤں کی ضرورت ہے اور وہ دعائیں صرف اللہ تعالیٰ کے حضور خالص ہوتے ہوئے، اس کے آگے جھکتے ہوئے، اپنے دن اور رات اس کی طرف توجہ رکھتے ہوئے ہی انسان کرنے کی کوشش کرتا ہے تا کہ جو کمیاں رہ گئی ہیں وہ پوری ہوجائیں۔

پھر ایک بات یہ بھی یاد رکھیں کہ مربی اور مبلغ کے قول وفعل میں تضاد نہیں ہونا چاہئے۔ آپ جو نصیحت کر رہے ہیں، جو تقریر آپ کر رہے ہیں، خطبے میں آپ لوگوں کو جو سمجھا رہے ہیں (اس کے حوالہ سے) اپنے بھی جائزے لیتے رہیں کہ کیا مَیں اس پر عمل کرنے کی حتی الوسع کوشش کرتا ہوں۔ جو کمیاں رہ گئی ہیں ان کو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے دُور کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ جب یہ ہوگا تو بات میں اثر بھی ہوگا۔لوگوں نے آپ کا نمونہ دیکھنا ہے۔ یہ یاد رکھیں کہ پہلے جیسا میں نے کہا آپ کی بعض باتوں سے ایک طالب علم سمجھ کے صَرفِ نظر ہوجاتا تھا۔لیکن اب لوگوں نے آپ کا نمونہ دیکھنا ہے اور آپ کے نمونے سے کسی کی اصلاح بھی ہوسکتی ہے اور ٹھوکر بھی لگ سکتی ہے۔ پس لوگوں کو ٹھوکر سے بچانے کے لئے، افرادِ جماعت کو ٹھوکر سے بچانے کے لئے، جماعت کے ہر طبقے کو ٹھوکر سے بچانے کے لئے اپنے نمونے ایسے رکھیں کہ کسی کی آپ پر انگلی نہ اٹھے۔ کوئی یہ نہ کہے کہ مربی صاحب یا ہمارے فلاں مبلغ کے فلاں عمل میں یہ کمزوری ہے یا کمی ہے جس کی وجہ سے فلاں کو ٹھوکر لگی ہے یا مجھے ٹھوکر لگی ہے یا میرے دل میں بعض باتوں کے بارے میں انقباض پیدا ہوا ہے۔

ہمیشہ یاد رکھیں کہ لوگ آپ کے ہر قول وفعل کو بہت گہری نظر سے دیکھتے ہیں اور دیکھیں گے۔ اس لئے اپنے نمونے قائم کرنے کی کوشش کریں۔

پھر یہ بھی یاد رکھیں کہ آپ جامعہ احمدیہ جرمنی سے پاس ہونے والی یہ پہلی کلاس ہیں۔ اس لحاظ سے بھی لوگوں کی نظر آپ پر ہوگی کہ یہ پہلی کلاس فارغ ہوئی ہے دیکھیں کہ یہ میدانِ عمل میں کس طرح کام کرتے ہیں؟ کیا ان کی ٹریننگ ہے؟ کیا ان کا علم ہے؟ کیا ان کی تربیت ہے؟ اور پھر آپ کی حالت کو دیکھ کر جماعت پہ تو حرف آتا ہی ہے اس سے پہلے آپ کی انتظامیہ پر بھی حرف آئے گا۔ پس یہ بھی یاد رکھیں کہ جہاں استاد کی عزّت کا سوال ہے ایک ذمہ داری آپ کی بھی یہ ہے کہ اپنے استادوں کی عزت کو قائم رکھنے کے لئے اب آپ نے میدانِ عمل میں بھی اپنے نمونے قائم کرنے ہیں۔ ورنہ لوگ یہی کہیں گے کہ یہ طلباء جو نکلے ہیں، یہ لاٹ جو نکلی ہے ان کی یہ تربیت ہے یا یہ حالت ہے۔ اگر کوئی برائی اور کمی اور کمزوری ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ان کے پڑھانے والے بھی ایسے ہی ہوں گے۔ جو انتظامیہ ہے وہ بھی ایسی ہوگی۔ جو جماعتی نظام ہے وہ بھی کمزور ہی ہوگا تبھی یہ لوگ کمزور حالت میں نکلے ہیں۔ پس ہر لحاظ سے اپنی ذمہ داریوں کو آپ کو دیکھنا ہوگا، پرکھنا ہوگا، سوچنا ہوگا۔

پھر اسی طرح جو آپ کے پیچھے آنے والے ہیں ان کے لئے بھی آپ نے مثال قائم کرنی ہے، نمونے قائم کرنے ہیں۔ گویا کے پہلی کلاس ہر لحاظ سے جسے انگریزی میں کہتے ہیں کہ Trend Setter، وہ ہوتی ہے۔ آپ نے ہی رجحانوں کو متعیّن کرنا ہے۔ آپ نے ہی پچھلوں کو بھی راستے دکھانے ہیں اور وہ نمونے قائم کرنے ہیں جس سے پیچھے آنے والی کلاسیں جو ہیں وہ بھی یہ معیار قائم کریں کہ ہماری پہلی کلاس باوجود بہت ساری مشکلات میں سے گزرنے کے، باوجود بہت ساری سہولیات کی کمی کے ایک اعلیٰ معیار قائم کرتے ہوئے نکلی ہے اور انہوں نے میدانِ عمل میں بھی اعلیٰ معیار قائم کئے ہیں۔ اور اب ہم نے بھی ان سے بڑھ کر اعلیٰ معیار قائم کرنے ہیں یا کم از کم ان کے برابر قائم کرنے ہیں۔ پس ایک نسل کے بعد دوسری نسل یا ایک کلاس کے بعد دوسری کلاس ان معیاروں کو دیکھے گی اور آگے بڑھنے کی کوشش کرے گی تبھی وہ معیار قائم ہو سکتے ہیں جن کی توقع حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام نے اپنی جماعت کے افراد سے کی ہے۔ جن کی توقع مبلغین اور مربیان سے کی جاسکتی ہے۔ ورنہ آگے بڑھنے کی بجائے ترقی معکوس ہوجاتی ہے۔ پچھلی طرف جانا شروع ہوجاتے ہیں اور معیار گرتے چلے جاتے ہیں۔

ابھی رپورٹ میں انہوں نے مولانا عبدالکریم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مولانا برہان الدین صاحب جہلمیؓ کا بتایا ان کے کیا معیار تھے؟ علم ومعرفت میں بڑھے ہوئے تھے۔ عاجزی اور انکساری میں بڑھے ہوئے تھے۔ وفا میں بڑھے ہوئے تھے۔ پس یہ نمونے ہمیں قائم کرنے ہوں گے تبھی ہم اپنے اُس معیار کو قائم رکھ سکتے ہیں۔ تبھی اپنے اُس مقام کو قائم رکھ سکتے ہیں جس مقام پر اللہ اور اس کا رسول ہمیں دیکھنا چاہتے ہیں۔ جس مقام کو حاصل کرنے کے لیے بار بار حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں تلقین فرمائی ہے۔ پس ان چیزوں کو یاد رکھیں۔

پھر ایک اور اہم بات ہے جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا کہ علم تو مِنَ الْمَهْدِ اِلَى اللَّحْد تک انسان حاصل کرتا ہے۔ اس لئے یہ نہ سمجھیں کہ آپ نے جو کچھ جامعہ میں پڑھ لیا وہ کافی ہے۔ اس علم میں آپ نے اضافہ کرتے چلے جانا ہے۔ یہ جامعہ میں پڑھنا آپ کے علم کی انتہا نہیں ہے۔ مَیں پہلے بھی کئی دفعہ مختلف جامعات میں یہ کہہ چکا ہوں شاید آپ کو بھی کہا ہو کہ یہ سات سال تو آپ کو یہ ٹریننگ دی گئی ہے کہ پڑھنے کے طریق کیا ہیں؟ کس طرح آپ نے پڑھنا ہے؟ کس طرح آپ نے علم میں اضافہ کرنا ہے؟ کن کن مضامین میں دلچسپی پیدا کرنی ہے؟ کون کون سے مضامین ہیں جو آپ کی تربیت میں آپ کے کام آسکتے ہیں؟ کون سے مضامین ہیں جو آپ کی تبلیغ میں آپ کے کام آ سکتے ہیں؟ قرآن کریم تو بہر حال ایک ایسی کتاب ہے جو تربیت کے لئے بھی، اصلاحِ نفس کے لئے بھی، اپنی اصلاح کے لئے بھی، دوسروں کی اصلاح کے لئے بھی، اپنی تربیت کے لئے بھی، دوسروں کی تربیت کے لئے بھی اسی طرح اہم ہے جس طرح تبلیغ کے لئے ہے۔ تبلیغ کے لیے ہر میدان میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مضامین بیان فرمائے ہیں۔ ہر مضمون کے مضامین بیان فرمائے ہیں جس میں آپ اگر بڑھنے کی کوشش کرتے رہے تو ہر میدان میں آپ کی کامیابیاں ہیں۔ ترقی کرنے والے ہیں۔ پس اس طرف بھی توجہ دیں۔

پھر آج کل دنیا کی نظر اسلام پر بہت زیادہ ہے۔ سوال کئے جاتے ہیں کہ اسلام کی تعلیم کیا ہے؟ اسلام کیا کہتا ہے؟ شدت پسندی جس کا بعض مسلمان گروہوں کی طرف سے بلکہ اکثر مسلمان گروہوں کی طرف سے اظہار ہو رہا ہے، دنیا یہی سمجھتی ہے کہ یہی اسلام کی تعلیم ہے۔ آپ نے اسلام کی خوبصورت تعلیم دنیا کو بتانی ہے۔ آپ نے ان شدت پسند گروہوں کے ردّ کے لئے قرآن کریم کی تعلیم کو ہی واضح کر کے دنیا کو بتانا ہے۔ آج کل تو دنیا کے سامنے صرف اسلام کا جو نمونہ ہے وہ شدّت پسندوں کا نمونہ ہے۔ آپ نے اس کے پیار اور محبت کے نمونے کو دنیا کے سامنے پیش کرنا ہے۔ اور اس کے لئے پھر آپ کو دینی علم کے ساتھ ساتھ حالاتِ حاضرہ کا علم ہونا بھی ضروری ہے۔

آپ کو علم ہونا چاہئے کہ آپ کے ملک میں کیا ہو رہا ہے؟ جہاں بھی آپ متعیّن ہیں، ضروری نہیں کہ آپ جرمنی سے فارغ ہوئے ہیں، جرمنی میں ہی رہ جائیں۔ جہاں بھی متعیّن ہوں گے وہاں کے ملکی حالات کا آپ کو علم ہونا چاہئے۔ دنیاوی حالات کا آپ کو علم ہونا چاہئے کہ کیا کچھ ہو رہا ہے؟ اور اس کا حل کیا ہے؟ بہت سے بلکہ اکثریت ہی سوالات ہیں جن کا حل جب آپ قرآن کریم پڑھیں گے، اس میں سے تلاش کریں گے تو قرآن کریم میں سے حل ملتا ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں سے آپ کی احادیث میں سے حل ملتا ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام میں وہ حل موجود ہے۔ تو یہ تلاش کریں اور پھر اسی طرح جو موجودہ حالات ہیں، جو دنیا کے حالات ہیں آپ ان میں اپنے علم میں اضافہ کرتے چلے جائیں۔ اس کے بارے میں ہمیں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا مہیّا کردہ جو لٹریچر ہے، تقاریر ہیں، خطبات ہیں، ان میں کافی موضوعات ایسے مل جاتے ہیں جن کو اگر آپ پڑھیں تو آپ کو ایک آئیڈیا مل جاتا ہے۔ ایک تصوّر نہیں بلکہ ایک بنیادی ڈھانچہ مل جاتا ہے کہ یہ سوال اس طرح حل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ ایک طریق کار وضع کرنے کا آپ کو اصول مل جاتا ہے۔ ان اصولوں پہ چل کے پھر آگے آپ اس بات کو موجودہ حالات کے مطابق پھیلا بھی سکتے ہیں۔ اس لئے اس کو پڑھنے کی بہت کوشش کریں۔

پھر جیسا کہ میں نے آیت پڑھی تھی۔ آیت میں ہے کہ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ یہ بہت اہم نکتہ ہے۔ اس کو ہمیشہ یاد رکھیں۔ جو تلاوت کی گئی اس میں بھی یہی لفظ استعمال ہوا تھا۔ جب تک آپ میں کامل فرمانبرداری نہیں ہوگی، نہ آپ کے علم میں ترقی ہوسکتی ہے۔ نہ آپ کی عقل میں ترقی ہوسکتی ہے۔ نہ آپ کو باتیں کرنے کا سلیقہ آسکتا ہے۔ بلکہ اس کے الٹ ہوگا۔ تکبر بھی پیدا ہوگا اور علم سے دُوری بھی ہوگی۔ بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ کامل فرمانبرداری شاید علم کو روکنے کا باعث ہے۔ حالانکہ کامل فرمانبرداری کا جب اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال ہوتا ہے تو مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کامل فرمانبرداری کرتے ہوئے اس کے حکموں کی تلاش کرو۔ رسول کی کامل فرمانبرداری کرتے ہوئے رسول کے حکموں کی تلاش کرو۔ یہی چیزیں آپ کو قرآن، حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کی طرف متوجہ کریں گی۔ پھر خلفاء کی باتوں کی طرف توجہ دیں کہ کیا کہا؟ اور خلیفۂ وقت کیا کہہ رہا ہے؟ اور جب یہ کامل اطاعت ہوگی تو آپ کی علم و معرفت بھی بڑھے گی ورنہ تکبر ہے۔

کامل فرمانبردار کون ہوتے ہیں؟ جیسا کہ مَیں نے کہا، وہی جو اللہ تعالیٰ کی کامل اطاعت کرنے والے ہیں۔ رسول کی کامل اطاعت کرنے والے ہیں۔ خلافت کی اطاعت کرنے والے ہیں۔ اور درجہ بدرجہ جو بھی اولی الامر ہے اس کی اطاعت کرنے والے ہیں۔ کیونکہ اگر اطاعت نہیں، فرمانبرداری نہیں تو پھر آپ کی نہ تربیت نتیجہ خیز ہوسکتی ہے، نہ تبلیغ نتیجہ خیز ہوسکتی ہے۔ ہر ایک کا قبلہ اپنا اپنا ہوگا۔ اور جب قبلے مختلف ہو جائیں تو اِکائی نہیں رہتی، وحدت نہیں رہتی۔ اور جب وحدت نہیں رہتی تو پھر نہ ہی کسی کام میں برکت پڑتی ہے، نہ ہی اُس کام کے نیک نتائج نکل سکتے ہیں۔

پس یہ جو بعض لوگوں کو خیال ہوتا ہے کہ شاید اطاعت ہمیں علم سے محروم کر رہی ہے، اطاعت ہمیں سوچ سے محروم کر رہی ہے، اطاعت ہمیں آگے بڑھنے سے محروم کر رہی ہے، یہ غلط ہے۔ اطاعت سے ہی یہ ساری چیزیں حاصل ہوتی ہیں اور صرف اپنے لیے نہیں بلکہ لوگوں کو بھی آپ آگے بڑھاتے ہیں۔ اب اللہ تعالیٰ نے تو یہی فرمایا ہے ناں کہ اللہ کی اطاعت کرو۔ رسول کی اطاعت کرو۔ کس بارے میں؟ کہ ان احکامات کی تلاش کرو۔ مثلاً اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَات (البقرة:149)۔ نیکیوں میں آگے بڑھو۔ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَات نیکیوں میں آگے بڑھو سے ایک مراد یہ بھی ہے کہ جب تک تم آگے بڑھ رہے ہو تو پھر اپنے ساتھ ان کے بھی ہاتھ پکڑو جو پیچھے تمہارے ساتھی ہیں۔ ایک سیڑھی پر تم چڑھ رہے ہو، قدم رکھا ہے تو دوسرا تمہارا کمزور بھائی ہے اس کا ہاتھ پکڑو، اس کو بھی کھینچ کر اوپر لاؤ۔ اب یہ اطاعت، اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت آپ نے کی۔ اس کی وجہ سے جہاں اپنے آپ کو نیکیوں میں بڑھایا وہاں اپنے بھائی کو بھی نیکیوں میں بڑھایا۔ گویا کہ ایک chain ہے جو اس مضمون کو صحیح طرح سمجھنے سے بنتی ہے اور پھر ایک جماعت کی وحدت اور اِکائی پیدا ہوتی ہے۔ پس اس بات کو یاد رکھیں۔ مختصراً مَیں بعض باتیں بتا رہا ہوں۔ ان پر غور کریں اور دیکھیں کہ کس طرح آپ نے اپنی زندگیوں کو سنوارنا ہے اور دوسروں کی زندگیوں کو سنوارنا ہے؟

کامل فرمانبرداری، کامل اطاعت ماحول میں، معاشرے میں امن بھی پیدا کرتی ہے۔ تحفظ بھی مہیا کرتی ہے۔ اپنی غلطیوں کی طرف نشاندہی بھی کرواتی ہے۔ دوسروں کے الزامات سے بھی بچاتی ہے۔ کامل اطاعت اگر آپ کر رہے ہوں اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ (النساء: 60) پر چل رہے ہوں، اولی الامر کی طرف دیکھ رہے ہوں تو بہت سارے فسادوں سے بھی محفوظ رہیں گے۔ بہت سارے جھگڑوں سے بھی آپ محفوظ رہیں گے۔ آپ کو علم حاصل کرنے سے کوئی نہیں روکتا۔ آپ کی سوچوں پر کوئی پابندی نہیں لگاتا۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ قرآن کریم پر غور کرو، فکر کرو، تدبّر کرو۔ رسولؐ نے بھی یہی فرمایا۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی فرمایا۔ لیکن تدبّر کرنے سے یہ مراد نہیں کہ جب آپ کے نزدیک کوئی بھی نکتہ جو آپ نے نکالا، کوئی ذوقی نکتہ ہے تو وہی حرفِ آخر ہے۔ اس لئے جماعت احمدیہ میں تو خلافت کا ایک خوبصورت نظام ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں مہیا کیا ہوا ہے کہ اپنے نکتے نکال کے خلیفۂ وقت کو پیش کر سکتے ہیں اور پھر ان پہ اپنی بنیاد رکھ کر اپنے علم میں اضافہ کر سکتے ہیں اور دوسروں کو اس علم سے فائدہ بھی پہنچا سکتے ہیں۔

جس طرح آج آپ اس وقت میرے سامنے بیٹھے ہوئے ڈائری میں باتیں نوٹ کر رہے ہیں ہمیشہ یاد رکھیں کہ خلیفۂ وقت کے خطبات یا کوئی بھی باتیں ہوں ان کو نوٹ کریں، ان پر غور کریں، ان کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں اور جماعت کو بھی بتائیں۔ بہت سارے مربّیان ہیں جو مثلاً خطبات نوٹ کرتے ہیں اور پھر اپنی رپورٹس میں ذکر کرتے ہیں کہ سارا ہفتہ انہوں نے جو بھی درس دیے ان میں ان خطبات میں سے کوئی نہ کوئی نکتہ وہ بیان کرتے رہتے ہیں۔ پھر اگلے ہفتے کوئی اور نکات مل جاتے ہیں تو ان نکات سے فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں۔ اور جب وہ دہراتے ہیں تو جماعت کو بھی فائدہ ہوتا ہے۔ پس تربیت میں بھی ایک اِکائی پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ وحدت ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں خلافت کے نظام کے ذریعہ سے عطا فرمائی ہے اور اس کی حفاظت کرنا اور اس کی حفاظت کے لئے اوّل درجے پر اپنے آپ کو ذمہ دار قرار دینا یہ تمام مربیان اور مبلغین کا فرض ہے۔ آپ وہ لوگ ہیں جو خلیفۂ وقت کے نمائندے ہیں۔ آپ وہ لوگ ہیں جنہوں نے خلیفۂ وقت کی آواز کو آگے پہنچانا ہے۔ پس اس لحاظ سے بھی آپ کو ہر بات کو نوٹ کر کے جب اس کو آگے پہنچانا ہے تو ظاہر ہے جب آگے پہنچانا ہے تو یہ نہیں ہوسکتا کہ آپ کہیں کہ آگے پہنچادو۔ ایک ڈاکیہ کا کام آپ نے نہیں کرنا۔ اس پیغام کو خود سمجھنا ہے، اپنے اوپر لاگو کرنا ہے اور پھر پہنچانا ہے۔ تبھی آپ کو بھی فائدہ ہوگا اور جن کو آئندہ پہنچا رہے ہیں ان کو بھی فائدہ ہوگا۔ اپنی عقل پر وہاں حد لگا دیں جہاں خلیفۂ وقت نے کسی بات پر واضح فیصلہ کر دیا ہو۔ اگر اپنی عقلوں کو اس سے زیادہ استعمال کرنے کی کوشش کریں گے تو مِنَ الْمُسْلِمِيْن کی فہرست میں سے نکل جائیں گے۔ اس لئے حدیں مقرر کرنی ہوتی ہیں۔ دنیا یہ کہتی ہے کہ آزادیٔ رائے کی بہت بڑی اہمیت ہے اور ہم یہ کہتے ہیں کہ جہاں آزادیٔ رائے دنیا کے امن اور سکون کو برباد کر رہی ہے وہاں اس کو حد لگادو۔ پس اس لحاظ سے دینی تعلیم میں بھی ہمیں اپنی عقل اور اپنے نظریات کو وہاں حد لگا دینی پڑے گی جہاں خلیفۂ وقت نے بعض فیصلے کر دیے ہیں۔ تبھی آپ امن میں رہ سکتے ہیں۔ تبھی آپ کو سلامتی ملے گی۔ تبھی آپ کو تحفظ ملے گا۔

باقی جہاں تک علم ہے مَیں کئی دفعہ یہ بھی بیان کر چکا ہوں کہ علم کے لحاظ سے شاید بعض غیر احمدی مولوی ہمارے علماء سے بعض باتوں میں زیادہ علم رکھتے ہیں۔ لیکن ان کے علم میں برکت نہیں ہے۔ ان کا علم بے فائدہ ہے۔

دینے کے بجائے نقصان دینے لگ جاتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے عملِ صالح کی طرف بھی توجہ دلائی۔

عملِ صالح کیا ہے؟ عملِ صالح یہ ہے کہ ہر کام اس کے صحیح مقام کو سمجھتے ہوئے کیا جائے۔ ہر کام کو صحیح جگہ پر کیا جائے اور صحیح وقت پر کیا جائے۔ بظاہر بعض نیک کام ہیں لیکن اگر وہ صحیح وقت پر نہیں ہو رہے۔ اور ان کے نیک نتائج حاصل نہیں ہو رہے تو عملِ صالح نہیں رہے گا۔ اس لیے ہمیشہ یاد رکھیں کہ اپنے علم کو ہمیشہ عملِ صالح کے تابع رکھیں۔ یہ بھی بہت ضروری ہے۔

پھر یہ یاد رکھیں کہ آپ کے سپرد نظام کی حفاظت بھی ہے اور نظام کی حفاظت کے لئے تو سب سے بڑھ کر خود آپ کو نظام کی حفاظت کرنی ہوگی۔ اور نظام کی حفاظت کے لئے بات پھر وہیں لوٹتی ہے کہ پھر آپ کو اطاعت کے بھی بڑے نمونے قائم کرنے ہوں گے۔ اگر آپ لوگ نظام کی حفاظت نہیں کریں گے تو دوسروں کو نظام کی حفاظت کی تلقین بھی نہیں کر سکتے۔ اختلافات ضرور ہوتے ہیں لیکن ان اختلافات کو نظام میں دراڑیں ڈالنے کی وجہ نہیں بنا لینی چاہئے۔ ان اختلافات کو اطاعت سے باہر نکلنے کا ذریعہ نہ بنا لیں۔ بلکہ جو بھی اولوالامر ہے اس تک اپنا اختلاف پہنچا دیں۔ نہیں تو خلیفۂ وقت تک پہنچا دیں۔ اور اس کے بعد نظام جس طرز پر آپ سے کام کرنے کی جو توقع کر رہا ہے اس کے مطابق کام کرتے چلے جائیں۔ اور اسی طرح پہلے بھی جیسا کہ مَیں نے کہا ہے کہ جماعت میں نظام کی اطاعت پیدا کرنا آپ لوگوں کا کام ہے۔ جہاں بھی جائیں، جہاں بھی متعیّن ہوں افرادِ جماعت میں جماعت کے نظام کا صحیح احترام پیدا کریں۔ ان کو صحیح اہمیت بتائیں۔ پس یہ اس صورت میں ہوگا جیسا کہ پہلے بھی مَیں نے کہا کہ جب ہر سطح پر آپ کے اپنے عملی نمونے سامنے ہوں گے۔

نمازوں اور دعاؤں کی طرف پہلے بھی توجہ دلا چکا ہوں۔ دوبارہ یاد کراتا ہوں کہ ہر کام ہمارے دعا سے ہونے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہی بتایا ہے کہ آپ کے جو کام ہونے ہیں دعا سے ہونے ہیں۔ جماعت کی ترقی دعا سے ہونی ہے۔ اس لیے وہ لوگ جنہوں نے اپنے آپ کو خالصتاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی فوج کے ان سپاہیوں میں شامل کیا ہے جنہوں نے تَفَقُّہ فی الدّین کے بعد اس پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچانا ہے ان کے لئے تو خاص طور پر بہت زیادہ ضروری ہے کہ اپنی دعاؤں کی طرف بہت زیادہ توجہ دیں۔ نوافل کی طرف بہت توجہ دیں۔ نمازوں کی ادائیگی صحیح کریں اور اللہ تعالیٰ سے ایک ایسا تعلق پیدا کریں جو کہ ایک حقیقی مومن کا اللہ تعالیٰ سے ہونا چاہئے اور جس کی بار بار حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں تلقین فرمائی ہے۔

اللہ کرے آپ لوگ میدانِ عمل میں بھی اپنے پاک نمونے دکھانے والے ہوں اور کسی کی ٹھوکر کا باعث نہ بنیں بلکہ ہر شخص جو آپ کو دیکھے وہ یہ کہے کہ یہ مربّیان جو جامعہ سے نکلے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی تربیت کے لحاظ سے بھی اور تبلیغ کے لحاظ سے بھی اعلیٰ نمونے پیش کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق دے۔ دعا کر لیں۔

(اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اجتماعی دعا کروائی)